عربی زبان میں خودنوشت سوانحی ادب کا ارتقاء ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی

ملنے کا پتہ: مکتبہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ، سنہ اشاعت ۲۰۱۶، صفحات: ۱۳۴، قیمت: ۵۰ ۳روپے

خودنوشت ادب کی ایک معروف صنف ہے۔ ہر زبان میں اس پر کام ہوا ہے اور خودنوشت سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔ قدیم اور جدید عربی سرمایہ میں بھی اس پر خاصا مواد موجود ہے۔ لیکن یہ امر باعثِ تعجب ہے کہ دورِ حاضر کے عرب محققین نے جتنی توجہ ادب کی دیگر اصناف پر دی ہے اتنی خودنوشت سوانح نگاری کے درس ومطالعہ پر نہیں دی ہے۔ جن لوگوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے انھوں نے اس کی ادبی وفنّی حیثیت سے زیادہ اس کی تاریخی حیثیت سے بحث کی ہے۔ اس سے صرف ڈاکٹر یحییٰ ابراہیم عبد الدائم مستثنیٰ ہیں کہ انھوں نے اپنی کتاب 'الترجمۃ الذاتیۃ فی الأدب الحدیث' میں خود نوشت سوانح نگاری کا ادبی وفنّی حیثیت سے بھرپور جائزہ لیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحیؒ (سابق سکریٹری ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی) کا تحقیقی مقالہ ہے، جس پر انھیں شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی تھی۔ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اوّل میں اس فن کی ابتدا اور خصوصیات سے بحث کی گئی ہے۔ باب دوم میں انیسویں صدی میں اس فن کے ارتقاء کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس دور میں شائع شدہ بعض خودنوشت سوانح عمریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ باب سوم میں بیسویں صدی میں اس صنف کی ہیئت، مواد، اسلوب، مقاصد اور طریقۂ کار سے بحث کی گئی ہے اور بعض آپ بیتیوں کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ باب چہارم میں پانچ اہم خودنوشت سوانح عمریوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں: طہٰ حسین کی 'الایام'، احمد امین کی 'حیاتی'، عقاد کی 'انا'، احمد لطفی السید کی 'قصۃ حیاتی' اور علی طنطاوی کی 'ذکریات'۔ اس کتاب کے بعض حصے سہ ماہی تحقیقات اسلامی میں شائع ہو چکے ہیں۔

اردو زبان میں اس موضوع پر بالکل کام نہیں ہوا ہے۔ اس بنا پر اس کتاب کی اہمیت مسلّم ہے۔ امید ہے، علمی و ادبی حلقوں میں اسے قبولِ عام حاصل ہوگا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ فاضل مصنف نے اپنے مقدمے میں اس کتاب کے اپنی پی ایچ ڈی کا مقالہ ہونے کا تذکرہ کرنے سے کیوں گریز کیا۔ (محمد رضی الاسلام ندوی)